اسلامی کہانیاں

حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ　　صدر اعلیٰ دار العلوم ضیاء الاسلام

مرتبہ : محمد ابوالکلام احسن القادری الفیضی

حصہ دوم

(۲)

اعجاز بکڈپو ۱ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۷۳

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ
اسلامی کہانیاں
۷۸۶
حصہ دوم
۹۲
نونہالان قوم کی رگوں میں ایمانی حرارت
پیدا کرنے والی
اسلامی کہانیاں
حصہ دوم
ایک
مفید اور
سبق آموز
کتاب
مرتبہ
حضرت مولانا محمد ابوالکلام احسن القادری
حسب فرمائش
مولوی غلام مصطفی صاحب قادری
سکریٹری دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ
ناشر
اعجاز بک ڈپو
(ناخدا مسجد گیٹ نمبر ۲) ۱۸ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۷۳
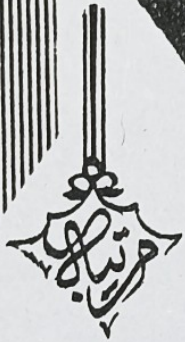
فہرستِ مضامین

رائے گرامی

گرامی قدر جناب ماسٹر قیصر شمیم صاحب (ایم اے) اسسٹنٹ ٹیچر (سی، ایم، او، ہائی اسکول کلکتہ)

انگریزی اسکول کے بچے وہ کہانیاں بڑی دلچسپی اور شوق سے پڑھتے ہیں جو اُن کی مذہبی کتاب سے اخذ کر کے ان کے لئے نہایت آسان زبان میں لکھی اور لازمی طور پر ان کے نصاب میں شامل کی جاتی ہیں. ان کہانیوں سے ایک طرف تو ان کی مذہبی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسری طرف ادب و اخلاق کی باتیں وہ بہ آسانی سیکھ جاتے ہیں. جو کام خشک مضامین اور تلخ نصائح سے نہیں ہوتا۔ وہ ان کہانیوں سے کما حقہ، پورا ہو جاتا ہے۔

ہمارے اردو اسکولوں میں مذہبی کہانیاں داخل کرنے کا چلن نہیں رہا ہے اور یہ کمی شدّت سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔

مقام شکر ہے کہ زیر نظر کتاب کے مؤلف حضرت مولانا الحاج محمد ابو الکلام احسن القادری صاحب نے "اسلامی کہانیاں" ترتیب دیکر مسلم بچوں کی ایک بڑی ضرورت پوری کی ہے.

مجھے یقین ہے کہ اسکول اور مدارس کے اساتذہ کرام اسے داخل نصاب فرما کر طلباء کی تسکین کا سامان فراہم کریں گے تاکہ مسلم بچے اور بچیاں

یہ کہانیاں ذوق وشوق سے پڑھیں اور دین وایمان کی باتوں کے علاوہ وہ باتیں بھی سیکھیں جن سے ان کے کردار میں خوبیاں پیدا ہوں۔

قیصر شمیم
۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء

انتساب

اُن فرزندانِ قوم کے نام

جو

مسلمان بن کر خدمتِ دین وملّت اور

تحفّظِ ناموسِ رسالت

کا

جذبۂ صادق رکھتے ہیں۔

محمّد ابوالکلام احسن القادری
۶ر اکتوبر ۸۰ء

اپنی باتیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مُدّت سے ایسی کتاب کی ضرورت شدّت سے محسوس کیجارہی تھی جو بچّوں کی عمر اور سمجھ کے اعتبار سے نہایت آسان اور عام فہم ہو اور اس کے اندر ایسی حکایات اور واقعات ہوں جن کو پڑھ کر بچّوں کے اندر اسلامی اور اخلاقی مزاج پیدا ہو سکے، تاکہ شروع ہی سے بچوں کی نشو ونما اسلامی انداز فکر میں ڈھل کر ہو اور دوسرے غلط واقعات کا ان کے اندر اثر نہ ہو سکے۔ اس سلسلے میں ہمارے دیرینہ کرم فرما حضرت مولانا محمّد ابُو الکلام احسن القادری صاحب نے جو کوششیں کی ہیں وہ نہایت ہی بامقصد اور امید افزا ہیں۔ امید کہ اسلامی مدارس کے اساتذہ اور اسکولوں کے ٹیچر حضرات اس کتاب کو نصاب میں داخل کر کے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

دعاجو و دعاگو،

ناچیز محمد اعجاز حسین قادری

اعجاز بکڈپو (ناخدا مسجد گیٹ ۲)، ۱ زکریا اسٹریٹ

کلکتہ - ۷۳

۱۸ رذوالقعدہ سنہ ۱۴۰۰ ہجری

۲۹ ستمبر سنہ ۸۰ء

۴۸۶
۹۲

بزرگوں کا اَدبُ

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت کے امام، بہت بڑے بزرگ اور باکمال مُحدِّث گزرے ہیں۔

ایک بار آپ ایک نہر کے کنارے وضو کر رہے تھے اور کوئی دوسرا شخص آپ سے اُوپر کی جانب کچھ اونچائی پر وضو کر رہا تھا۔ اُس شخص نے اوپر سے جب حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیچے وضو کرتے دیکھا تو ادب کے خیال سے اوپر سے اٹھ کر نیچے اُتر آیا اور آپ سے نیچے وضو کرنے لگا۔

جب اُس شخص کا انتقال ہو گیا تو کسی نے اُسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ بتاؤ خدائے تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ایک مرتبہ ایک بہت بڑے بزرگ یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب وضو کرتے وقت کیا تھا، خدائے تعالیٰ نے اُس ادب اور تعظیم کے بدلے میں مجھ پر رحم فرمایا اور میرے تمام گناہوں کو معاف فرما کر مجھے بخش دیا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

فائدہ:۔ بزرگوں کا ادب بہت ضروری اور اچھی چیز ہے۔

ان اللہ والوں کی تعظیم اور ادب سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ اس لیے ہم لوگوں کو بھی بزرگوں کا ادب بجا لانا چاہیے اور ان کی بے ادبی اور بدتمیزی سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے اور ان اللہ والوں کے ادب واحترام کا خیال رکھنا چاہیے۔

سوالات

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبل کون تھے؟
۲۔ ادب کرنے کا کیا بدلہ ملا؟
۳۔ مسلمانوں کو بزرگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

اِرادے

ہر گھر میں محبت کی اک شمع جلائیں گے
نفرت کو عداوت کو دنیا سے مٹائیں گے

سوئے ہوئے انساں کو جو ہوش میں لے آئے
ہم سازِ محبت پر وہ گیت سُنائیں گے

ماں باپ کو دیکھیں گے عزّت کی نگاہوں سے
ہم انکے اشاروں پر سر اپنا جھکائیں گے

جب علم و عمل ہی سے عزّت ہے ترقی ہے
ہم خود بھی پڑھیں گے اور دنیا کو پڑھائیں گے

اب باز نہ آئیں گے محنت سے مشقت سے
مشکل جو سبق ہوگا آسان بنائیں گے

(شبنم کمالی)

علم کا احترام

ہارون رشید مسلمانوں کے بہت بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔ وہ بغداد کے رہنے والے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ہارون رشید مدینہ شریف گئے۔ وہاں انھیں معلوم ہوا کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حدیث شریف کا درس دیا کرتے ہیں۔ ہارون رشید نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آ کر حدیث شریف سنا جائیں حضرت امام مالک نے فرمایا کہ علم کسی کے پاس نہیں جاتا ہے بلکہ طالب علم خود علم کے پاس جاتا ہے۔ یہ سن کر ہارون رشید، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امام مالک نے انھیں اپنی مسند پر بیٹھا لیا۔ ہارون رشید نے عرض کیا کہ اب آپ حدیث شریف پڑھیے میں سنتا ہوں۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آج تک خود سے پڑھ کر کسی کو نہیں سنایا۔ لوگ پڑھتے ہیں اور میں سنتا ہوں۔

چنانچہ ہارون رشید نے خود سے حدیث پڑھنا شروع کیا۔ جب پڑھنے لگا تو حضرت امام مالک نے فرمایا:

ہارون! علم کے لیے انکساری اور تواضع کی ضرورت ہے! اس

لیئے اس مسند سے اتر کر میرے سامنے آکر پڑھیں۔

چنانچہ ہارون رشید علم کا احترام کرتے ہوئے نیچے اُتر آیا اور سامنے ادب سے بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ (روض الفائق)

فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنے کے لیئے خاکساری اور انکساری کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے زمانے کے بادشاہوں میں بھی علم دین حاصل کرنے کا کتنا شوق ہوتا تھا اور علم کی کس طرح قدر کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی اسی طرح علم حاصل کرنے کا شوق عطا فرمائے۔ آمین!

سوالات

۱۔ ہارون رشید کون تھے؟

۲۔ حضرت امام مالک کو کیا کہلا بھیجا اور اس کا جواب کیا ملا؟

۳۔ ہارون رشید نے علم کا احترام کس طرح کیا؟

۴۔ ہم لوگوں کو علم کا احترام کرنا چاہیے یا نہیں؟

علم کی برکت

شیطانوں کا سردار ابلیس ہے۔ ابلیس انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ اور اُس کے چیلے انسان کو گمراہ کرنے کے لیئے ہر دم کمربستہ رہتے ہیں۔ روزانہ عصر کے بعد شام کے وقت ابلیس کا تخت بچھتا ہے۔ اس کے اردگرد تمام شیطان جمع ہو کر اپنا اپنا کام ابلیس کے دربار میں پیش کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ شیطان اپنے اپنے کارنامے سُنانے کے لیئے ابلیس کے دربار میں جمع تھے۔ اُن میں سے ایک شیطان بولا کہ میں نے اتنے لوگوں کو بہکایا اور ان سے حرام فعل کرایا۔ اسی طرح اور شیطان بھی اپنی اپنی شرارتیں سُناتے رہے۔

ابلیس نے سب کی باتیں سُنیں اور خاموش رہا کسی کو کوئی شاباشی نہیں دی۔ پھر آخر میں ایک شیطان بولا کہ آج میں نے فلاں طالبِ علم کو بہکا کر پڑھنے سے روک دیا۔

اتنا سُنتے ہی ابلیس مارے خوشی کے تخت پر سے اُچھل کر نیچے آگیا اور اس کو اپنے گلے سے لگالیا۔ اور بولا اَنْتَ اَنْتَ یعنی قابلِ تعریف کام تو نے کیا، تو نے کیا۔ دوسرے شیطان یہ دیکھ کر جل بھُن اُٹھے کہ ہم لوگوں نے اتنے بڑے کام کیئے لیکن ہماری کچھ تعریف نہیں،

اور اس نے ایک طالب علم کو پڑھنے سے روک دیا تو اس معمولی کام پر یہ شاباشی کے قابل ہو گیا۔

ابلیس نے کہا کہ تمھیں تہہ کی بات نہیں معلوم، تم لوگوں کا سارا کام اسی شیطان کی بدولت انجام پا رہا ہے۔ اگر یہ انسان کو علم سے باز نہیں رکھتا تو تم لوگ انسان کو ہرگز نہ بہکا پاتے۔ اچھا وہ جگہ بتاؤ جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر عالم نہیں۔ اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو شیطانوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ ابلیس صبح سویرے آفتاب نکلنے سے پہلے اپنے ساتھ تمام شیطانوں کو لیئے ہوئے اُس مقام پر پہنچا اور ایک انسان کی شکل بن کر راستے پر کھڑا ہو گیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد فجر کی نماز کے لیے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ ابلیس راستے میں کھڑا ہی تھا دیکھ کر بولا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔

عابد: وَعَلَیْکُمُ السَّلَام۔

ابلیس: حضرت! مجھے ایک شرعی مسئلہ پوچھنا ہے۔

عابد: جلدی پوچھو، مجھے نماز کو جانا ہے۔

(اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالتا ہے اور دکھا کر پوچھتا ہے) حضرت! کیا اللہ تعالیٰ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ اس شیشی میں آسمان و زمین کو داخل کر دے؟

عابد: (کچھ دیر خاموش ہو کر سوچتا رہا پھر بولا) کہاں زمین و آسمان اور کہاں یہ چھوٹی شیشی؟ بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟

ابلیس : بس حضرت مجھے اتنا ہی پوچھنا تھا، اب آپ تشریف لے جائیں۔ شیاطین کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ ابلیس نے

اُن سے کہا تم نے کیا دیکھا؟ میں نے اس کی ساری عبادت ملیا میٹ کردی۔ یہ عابد اپنی بے علمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کا انکار کر بیٹھا، خدا کی قدرت پر اس کا ایمان ہی نہیں۔ اب اس کی عبادت کس کام کی؟ پھر ابلیس آگے بڑھا۔ تھوڑی دیر میں سورج نکلنے والا ہی تھا کہ عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے نماز کے لیئے باہر تشریف لائے۔ ابلیس سامنے پہنچا اور بولا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

عالم : وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ۔

ابلیس : مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔

عالم : جلدی پوچھو نماز کا وقت کم رہ گیا ہے۔

ابلیس : حضور کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ آسمان و زمین کو اِس چھوٹی سی شیشی میں جمع کردے۔

عالم : ملعون! تو ابلیس ہے، ارے مردود یہ شیشی تو بہت بڑی ہے اَللہ ربّ العزّت ایسا قادر ہے کہ اگر چاہے تو کروڑوں آسمان و زمین ایک سوئی کے ناکے کے اندر داخل کر دے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد ابلیس نے اپنے

شیطان چیلوں سے کہا، دیکھا تم لوگوں نے ؟ یہ علم ہی کی برکت ہے کہ یہ عالِم میرے ہتھکنڈے سے صاف بچ کر نکل گیا۔ (عامہ کتب)

فائدہ: جس علم کے ذریعہ انسان کو اسلامی عقیدوں اور حلال و حرام کی باتوں سے آگاہی ہوتی ہے اُسے علمِ دین کہتے ہیں۔ علمِ دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ صرف اسی علم کے ذریعہ ابلیس کے دھوکہ سے بچا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جتنے علوم ہیں مثلاً علمِ زراعت، علمِ تجارت، علمِ وکالت، علمِ ڈاکٹری وغیرہ وغیرہ تو وہ صرف روٹی کمانے کے لیے ہیں۔

سوالات

۱۔ ابلیس کا تخت کہاں بچھتا ہے ؟
۲۔ عالِم نے ابلیس کو کیا جواب دیا ؟
۳۔ علمِ دین کا حاصل کرنا کیا ہے ؟
۴۔ علمِ دین کسے کہتے ہیں ؟

ماں باپ کی خدمت

ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا نام حضرت شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ آپ اپنے ابّا جان اور امّی جان کا بہت ہی زیادہ ادب اور احترام کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ ان کا حکم مانتے تھے ان کی خدمت کے لیئے تیار رہتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ابھی چھوٹے سے بچّے تھے۔ امّی جان بستر پر لیٹی آرام کر رہی تھیں، اتفاق سے انھیں پیاس لگی اور وہ آپ سے بولیں کہ بیٹا! مجھے پیاس لگی ہے ذرا ایک کٹورا پانی پلا دو۔ آپ کٹورا لے کر دوڑے ہوئے پانی لینے گئے۔ جب گھڑے سے پانی لے کر لوٹے تو دیکھا کہ امّی جان کی آنکھ لگ گئی ہے۔ دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ اب کیا کریں، اگر جگاتے ہیں تو امّی جان کو تکلیف ہوگی، اس لیئے انھوں نے جگانا اچھا نہیں سمجھا۔ بلکہ پانی کا کٹورا ہاتھ میں لیئے کھڑے رہے کہ نہ جانے کب امّی جان کی آنکھ کھل جائے اور وہ پانی مانگ لیں۔ رات کا بڑا حصّہ گزر گیا۔ آپ اسی طرح پانی لیئے کھڑے رہے۔ آخر کار امّی جان کی آنکھ کھُل گئی تو کیا دیکھتی ہیں کہ آپ پانی کا کٹورا لیئے کھڑے ہیں۔

"میرے پیارے بیٹے! کیا تم اُسی وقت سے اب تک کھڑے

ہو؟" امّی جان نے پوچھا۔

"ہاں امی جان! میں اُسی وقت سے کھڑا ہوں تاکہ جب آپ کی آنکھ کھُلے تو میں پانی پیش کردوں۔" آپ نے ادب سے کہا۔

یہ جواب سُن کر امّی جان بہت خوش ہوئیں اور خوب خوب دُعائیں دیں۔ امّی جان کی دُعا کی برکت سے آپ بڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی ہوئے۔

فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے بڑے بزرگ اپنی امی جان کی خدمت اور ان کی دُعا کی بدولت ہوئے۔ ہم لوگوں کو بھی اپنے ماں باپ کی خوب خوب خدمت کرنی چاہیے۔ ماں باپ کی خدمت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں اور ماں باپ کی ناراضگی اور نافرمانی سے خدا ناراض ہوتا ہے اور اس کے رسول بھی ناخوش ہوتے ہیں۔

سوالات

۱۔ حضرت شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے بڑے اللہ کے ولی کیسے بنے؟

۲۔ آپ رات بھر پانی کا کٹورا لے کر کیوں کھڑے رہے؟

۳۔ جب امی جان کی آنکھ کھلی تو کیا کہا؟

۴۔ ماں باپ کی خدمت سے کیا ہوتا ہے؟

نیّت کا پھل

سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ بہت مشہور بادشاہ گزرے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سیر کرتے ہوئے ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جہاں گنّے کی بہت زیادہ کھیتی کی جاتی تھی۔

محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے شاید اب تک گنّا نہ دیکھا تھا اور نہ اور نہ چوسا تھا۔ جب آپ نے گنّا چوسا تو بہت پسند آیا۔ آپ نے سوچا کہ آئندہ گنّے کی پیداوار پر لگان مقرر کر دوں گا تاکہ شاہی خزانہ کی آمدنی بڑھ جائے۔ اتنا سوچا ہی تھا کہ اچانک گنّا سے رس غائب ہو گیا، آپ نے فوراً کسانوں سے کہا کہ:

"لوگو! کیا بات ہے کہ اچانک گنّوں سے رس ہی ختم ہو گئے"

آپ کی بات سن کر ایک بوڑھا کسان سامنے آیا اور کہا کہ حضور! معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اس ملک کے بادشاہ کی نیّت خراب ہو گئی ہے۔ اس نے اپنی سلطنت میں کوئی ایسا قانون جاری کرنے کی نیّت کر لی ہے جس میں رعایا کا نقصان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گنّے کا رس غائب ہو گیا ہے۔

آپ تو خود ہی بادشاہ تھے اور آپ ہی نے گنّے کی پیداوار پر لگان مقرر کرنے کی نیّت کی تھی بس سمجھ گئے کہ یہ میری ہی نیت کی

خرابی کا پھل ہے۔ آپ نے فوراً دل میں توبہ کی اور یہ طے کرلیا کہ میں ہرگز لگان مقرر نہیں کروں گا۔

آپ نے دل ہی دل میں جوں ہی توبہ کی تو فوراً گنّوں میں رس بھر آیا۔ اور اب جو آپ نے گنّا چوسا تو رس بھرا ہوا پایا۔

فائدہ:۔ ملک کا بڑا حاکم بادشاہ ہوا کرتا ہے۔ جب تک بادشاہ اچھّے راستہ پر چلتا رہے گا ملک کے اندر امن وچین اور خوش حالی رہے گی اور جب اس کی نیّت بگڑ جائے گی تو ملک میں تباہی ضرور پھیلے گی۔

محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے صرف دل میں گنّے کی پیداوار پر لگان مقرر کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اچانک گنّوں کے رس کی برکت ختم ہوگئی۔ اور جب بادشاہ نے توبہ کرلی اور اپنی نیّت ٹھیک کرلی تو اللہ تعالیٰ نے گنّوں کو رسیلا کردیا معلوم ہوا کہ اچھی نیت کا پھل اچھا اور بُری نیت کا پھل بُرا ہے۔ (رُوح البیان شریف)

سوالات

١۔ محمود غزنوی کون تھا؟

٢۔ گنّوں کے رس اچانک کیوں ختم ہوگئے؟

٣۔ بوڑھے کسان نے کیا جواب دیا؟

٤۔ بعد میں گنّے رسیلے کیوں ہوگئے؟

سچّائی کی برکت

حضرتِ غوثِ پاک کا نام آپ نے سُنا ہوگا۔ آپ کا پورا نام شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ بڑے پیر صاحب کے نام سے بھی مشہور رہیں۔

جب آپ چھوٹے تھے، اس وقت آپ کو پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اس لیے آپ اپنی امی جان سے اجازت لے کر پڑھنے کے لئے بغداد شریف روانہ ہوگئے۔ امی جان نے چالیس اشرفیاں آپ کی صدری میں سِل دیں اور نصیحت کر دی کہ دیکھو بیٹا کیسی بھی مصیبت پڑے مگر جھوٹ نہ بولنا۔

چلتے چلتے آپ ایک جنگل میں پہنچ گئے۔ وہاں کچھ ڈاکو رہتے تھے۔ انھوں نے آپ کے قافلے کو گھیر لیا اور آن کی آن میں لوٹ لیا، اس میں سے ایک ظالم ڈاکو آپ کے پاس بھی آیا اور پوچھنا شروع کیا کہ اے لڑکے تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس چالیس ۴۰ اشرفیاں ہیں۔ ڈاکو آپ کے جواب کو مذاق سمجھ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی پھر ڈاکوؤں کا سردار آپ کے پاس آیا، اور اُس نے سوال کیا کہ تمھارے پاس کیا ہے؟ آپ نے سردار کو بھی وہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس ۴۰ اشرفیاں ہیں۔ اُس نے حیران ہو کر

دریافت کیا کہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ تو آپ نے صدری پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ہیں۔

سردار کا حکم پاتے ہی ڈاکوؤں نے صدری کو تار تار کر دیا۔ صدری کھلتے ہی اشرفیوں کی چمک سے ڈاکوؤں کی نگاہیں چکا چوند ہوگئیں۔

سردار نے حیرت سے سوال کیا کہ اے لڑکے! تم نے سچ سچ کیوں کہہ دیا۔ اگر تم نہ کہتے تو ہم سمجھ بھی نہ سکتے کہ تمھارے پاس اشرفیاں موجود ہیں۔

یہ سن کر غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری والدہ نے چلتے وقت مجھ سے سچ بولنے کا وعدہ لیا تھا، اس لیئے میں نے تم سے اشرفیاں نہیں چھپائیں اور سچ سچ کہہ دیا۔

ڈاکوؤں کے سردار پر اس سچائی کا بڑا اثر ہوا۔ لُوٹی ہوئی تمام اشرفیاں واپس کر دیں اور خیال کیا کہ ایک چھوٹا لڑکا اپنی ماں کا اتنا بڑا فرماں بردار ہے۔ اور مجھے خدا کی فرماں برداری کا ذرا بھی خیال نہیں۔ پھر ڈاکوؤں نے سرکار غوثِ پاک کے ہاتھ پر توبہ کی اور سب کے سب نیک بن گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء وغیرہ)

فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچ بولنے سے کتنا بڑا فائدہ ہوتا ہے، آدمی کو ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ یہ سچ بولنے ہی کی برکت ہے کہ لُوٹی ہوئی تمام اشرفیاں بھی واپس ہوگئیں اور سبھی ڈاکوؤں نے اپنے بُرے فعل سے توبہ بھی کرلی۔

خدائے تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی سچ بولنے کی سچّی توفیق عطا فرمائے آمین

سوالات

۱۔ غوثِ پاک کا پورا نام کیا ہے؟
۲۔ غوثِ پاک پڑھنے کے لیئے کہاں جا رہے تھے اور راستہ میں کیا واقعہ پیش آیا؟
۳۔ غوثِ پاک کی والدہ ماجدہ نے چلتے وقت کیا نصیحت کی تھی؟
۴۔ غوثِ پاک نے ڈاکوؤں کے سردار کو کیا جواب دیا؟
۵۔ سچ بولنے کا کیا اثر ہوا؟

اٹھو نونہالو

کدورت کو سینوں سے اپنے نکالو — دلوں میں محبت کی بنیاد ڈالو
گرے ہیں جو پستی میں ان کو سنبھالو — محبت سے دنیا کو اپنا بنا لو
اٹھو نونہالو، بڑھو نونہالو

وطن کا تمہیں کو اٹھانا ہے پرچم — تمہیں تو بنو گے شہنشاہِ عالم
بناؤ محبت کی دیوار محکم — نہ باز آؤ محنت سے کہتا ہے شبنم
اٹھو نونہالو، بڑھو نونہالو

بخیل کی کہانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بہت بڑا مالدار تھا۔ اس کا نام قارون تھا۔ وہ بہت بڑا بخیل اور کنجوس تھا۔ حضرت موسیٰ نے اُسے بہت سمجھایا کہ تو اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر ڈال اور خدا کا قانون مان لے۔ قیامت کے دن تم کو اس کا بدلہ ملے گا۔ مگر قارون اتنا بڑا بدبخت تھا کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک نہ سُنی۔

قارون کہا کرتا تھا کہ میری دولت مجھے ہر آفت اور مصیبت سے بچاسکتی ہے۔ جب تک میرے پاس دولت ہے اُس وقت تک ہمارے پاس موت بھی نہیں آسکتی ہے۔ تو پھر بلا وجہ اپنی دولت کو خدا کی راہ میں کیوں خرچ کروں۔ وہ اتنا بڑا مکھی چوس تھا کہ دولت کے خرچ ہونے کے ڈر سے کپڑے بھی اچھے نہیں پہنتا تھا۔ معمولی کھانا کھاتا اور معمولی کپڑے پہنتا۔ آخر اس کا وقت آہی گیا اور خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جب موت نے آکر گھیر لیا تو ہکا بکا اِدھر اُدھر تکنے لگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی بھی کنجوسی اور بخیلی چھوڑ دے۔ اور خدا کی راہ میں روپیہ پیسہ خیرات کردے۔ تو اب بھی تجھ سے میں نجات کا وعدہ کرتا ہوں۔ مگر وہ ایسا کنجوس اور بخیل تھا کہ مرتے وقت بھی نہ مانا اور آخری وقت تک اُسے یہی یقین رہا کہ میری دولت

مجھے بچالے گی۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اس کی ساری دولت کو اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دو۔ حکم کی تعمیل کی گئی اور قارون اپنی ساری دولتوں کا بوجھ سر پر لیئے ہوئے زمین میں دھنستا چلا گیا۔

خودی سے حکمِ ربّ قاروں نہ مانا
زمیں میں دھنس گیا لے کر خزانہ

فائدہ: بخیلی اور کنجوسی بہت بُری چیز ہے۔ خدا اگر دولت دے تو اس میں خود کھائے اور غریبوں کو کھلائے۔

قارون اپنا پورا خزانہ لے کر زمین میں دھنس گیا، مگر اپنی دولت سے نہ خود فائدہ اٹھایا اور نہ دوسروں کو اٹھانے دیا۔ آج تک لوگ ذلت و لعنت کے ساتھ اس کا نام لیتے ہیں۔ اس کی دولت مٹی میں مل کر مٹی ہو گئی۔

سوالات

۱۔ قارون کون تھا؟
۲۔ موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو کیا نصیحت کی؟
۳۔ قارون نے موسیٰ علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟
۴۔ قارون کا کیا حشر ہوا؟
۵۔ اس واقعہ سے تمھیں کیا سبق ملا؟

تین نصیحتیں

حضرت لقمان علیہ السلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے لڑکے کو قریب بلوایا اور انھیں تین نصیحتیں کیں:

۱۔ کسی بخیل سے قرض نہ لینا

۲۔ پولیس والے سے دوستی نہ کرنا

۳۔ عورت کا اعتبار نہ کرنا

جب باپ کا انتقال ہوگیا تو لڑکے نے کہا کہ ابّا جان کی ان نصیحتوں کو اب آزمانا چاہیئے۔ ایک بخیل سے کچھ روپے اُدھار لیئے۔ گھر کے قریب ہی پولیس کا آدمی رہتا تھا۔ اس سے دوستی کرلی، اور ایک بکری کا سر کاٹ کر ٹاٹ میں لپیٹ کر گھر لے آیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو آج میں نے اپنے دشمن کا سر موقع پاکر کاٹ لیا ہے۔ اپنے گھر میں دفن کیئے دے رہا ہوں۔ خبردار کسی سے نہ کہنا۔

کچھ دنوں کے بعد میاں بیوی میں جھگڑا ہوگیا۔ بیوی نے پولیس والے کو خبر کردی کہ ہمارے شوہر نے دشمن کا سر کاٹ کر گھر میں دفن کردیا ہے۔ پولیس والوں نے تھانہ دار کو خبر کردی۔ اور تھانے دار نے گرفتاری کا حکم دے دیا۔

پولیس نے لڑکے کو گرفتار کرلیا۔ زمین کھودی گئی۔ ٹاٹ میں لپیٹے

ہوئے سر کو عدالت میں پیش کر دیا۔

صاحبزادے جب عدالت میں جا رہے تھے تو جس کنجوس سے قرض لیا تھا، اس نے راستہ روک لیا اور دامن پکڑ کر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا کہ پہلے میرا قرض دیتے جاؤ، تب یہاں سے جانے دوں گا۔ لڑکے نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو، عدالت ہی میں تمہارا قرض بھی ادا کر دوں گا۔

جب قاضی کے سامنے اس لڑکے کی پیشی ہوئی تو قاضی نے کہا کہ تمہارا باپ کتنا اچھّا اور عقل مند آدمی تھا، مگر تم نے اپنے خاندان کی عزّت اور آبرو کو مٹّی میں ملا دیا۔ صفائی میں تم کیا کہنا چاہتے ہو کہو؟

لڑکے نے جواب دیا کہ حضور! بات کچھ بھی نہیں ہے۔ ابّا جی نے انتقال کے وقت مجھے تین نصیحتیں کی تھیں (لڑکے نے وہ سب باتیں قاضی کو سنائیں) اور کہا کہ اگر یقین نہ ہو تو ٹاٹ کھلوا کر دیکھیں کہ اس میں آدمی کا سر ہے یا بکری کا سر ہے۔ جب ٹاٹ کھولا گیا تو واقعی اُس میں بکری کا سر موجود تھا۔ حاکم نے اس لڑکے کو آزاد کر دیا اور وہ تینوں نصیحتیں موٹے حرفوں میں لکھوالیں تاکہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔

فائدہ:۔ بڑوں کی باتیں بڑی ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے بڑوں کی باتوں پر عمل کرنا عقل مندوں کا کام ہے۔ جو لوگ بڑوں اور بزرگوں کی نصیحتیں نہیں مانتے انھیں بعد میں پچھتانا پڑتا ہے۔ آئیے اور آج ہی سے یہ طے کر لیا جائے کہ اپنے سے بڑوں کی جائز باتیں اور بہتر نصیحتیں کبھی نہیں ٹالیں گے بلکہ ان نصیحتوں پر عمل کر کے

فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

سوالات

۱۔ حضرت لقمان نے اپنے لڑکے کو کیا کیا نصیحتیں کی تھیں؟
۲۔ حضرت لقمان کے صاحبزادے کو تھانیدار نے کیوں گرفتار کیا تھا؟
۳۔ اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

پیار کی دنیا

ننھے منے محل بنائیں عدل کا اک بازار لگائیں
اُلفت کی دوکان سجائیں علم و ہنر کی شمع جلائیں
پیار کی دنیا آؤ بسائیں

ننھا سا اسکول بنا کر اچھے اچھے پھول لگا کر
امن و سکوں کا راز بتا کر علم و عمل کا رنگ دکھائیں
پیار کی دنیا آؤ بسائیں

چمکیں چاند کی کرنیں پیاری جیسے میٹھی نہریں جاری
مستی میں ہو باد بہاری گیت خوشی کے پھر ہم گائیں
پیار کی دنیا آؤ بسائیں

جانوروں پر رحم کرنا

سُبکتگین پہلے ایک معمولی غلام تھا۔ اُس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا۔ روزی کی تنگی کے سبب وہ پریشان رہا کرتا تھا۔ روزی تلاش کرنے کے لئے وہ روزانہ جنگل جایا کرتا اور جانوروں کا شکار کرکے اپنی گزر بسر کیا کرتا تھا۔

ایک بار کا ذکر ہے کہ وہ شکار کرتا ہوا جنگل میں گھوم رہا تھا۔ اس نے ایک ہرنی دیکھی جو اپنے بچّہ کے ساتھ چر رہی تھی۔ سُبکتگین نے اسے پکڑنے کے لئے گھوڑا دوڑایا، ہرنی تو بھاگ گئی مگر اس کا ننّھا سا بچّہ پکڑا گیا۔ سُبکتگین نے اُسے باندھ کر اپنے گھوڑے پر رکھ لیا۔ اور اپنے شہر کی طرف چل پڑا۔ ہرنی نے دیکھا کہ اُس کے بچّے کو شکاری اپنے گھوڑے پر لئے جارہا ہے تو اس کے دل پر بجلی سی گر پڑی۔ وہ بے چین ہو کر سُبکتگین کے پیچھے دوڑنے لگی اور فریاد کرنے لگی۔ آگے آگے سبکتگین گھوڑا دوڑائے جارہا تھا اور پیچھے پیچھے ہرنی بھی سر جھکائے چلی آرہی تھی۔ کچھ دُور جانے کے بعد سبکتگین نے مُڑ کر دیکھا کہ ہرنی بھی پیچھے پیچھے چلی آرہی ہے۔ اُس کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے۔ وہ بچّے کی محبت میں اتنی کھوئی ہوئی ہے کہ اُسے اپنی جان کی بھی پروا نہیں۔ گویا وہ کہہ رہی ہے کہ اے شکاری! جب تو نے میرے بچّے کو پکڑ لیا ہے تو مجھے بھی مار دو کیونکہ بچّے کے بغیر میری زندگی بے کار ہے۔

سُبکتگین کو ہرنی پر رحم آگیا، اُس نے بچّے کو چھوڑ دیا۔ ہرنی نے بچّے کو چوما چاٹا اور آسمان کی طرف مُنہ کر کے دُعائیں دینے لگی۔ پھر اپنے بچّے کو ساتھ لے کر اُچھلتی کودتی جنگل کی طرف چلی گئی۔

جب کوئی کسی کمزور یا بے کس پر ترس کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔

چنانچہ سُبکتگین نے صرف ایک جانور پر رحم کیا تو اس کا بدلہ خدائے تعالیٰ نے یہ دیا کہ جب وہ سویا تو خواب میں سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ تو نے ایک جانور پر رحم کیا ہے اس لیئے میں تم سے خوش ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے بدلے بادشاہی عطا فرمائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۳۶۷ھ میں سُبکتگین غزنی کے شاہی تخت پر بیٹھا۔ اور اپنا شاہی نام سلطان ناصر الدین رکھا۔ حضرت محمود غزنوی آپ ہی کے صاحبزادے ہیں۔ (تعلیم الاخلاق)

فائدہ:۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی رحم کرنا چاہیئے اور اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ ایسے شخص سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوتے ہیں جو بے زبان مخلوق پر رحم کرتا ہے۔

❁

سوالات

۱- اللہ تعالیٰ کو سبکتگین کا کون سا کام پسند آگیا؟
۲- سبکتگین کس سنہ میں بادشاہ ہوئے اور اپنا شاہی نام کیا رکھا؟
۳- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبکتگین کو کس بات کی بشارت دی؟

زمانے کو اپنا بنا کر رہوں گا

زمانے کو اپنا بنا کر رہوں گا
محبت کے نغمے سنا کر رہوں گا

اندھیرا مٹاؤں گا میں اس جہاں سے
چراغ محبت جلا کر رہوں گا

عداوت کی ماری ہوئی زندگی کو
شراب محبت پلا کر رہوں گا

بنے گا نہ اب بھائی بھائی کا دشمن
میں بچھڑے ہوئے دل ملا کر رہوں گا

کتابِ عمل سے جو غافل ہے اس کو
سبق زندگی کا پڑھا کر رہوں گا

ٹپکتے ہیں آنسو۔ جو آنکھوں سے شبنم
انہیں آج موتی بنا کر رہوں گا

جن کی وفاداری

شہر مکہ میں ایک کافر کا نام ولید تھا۔ اُس کے پاس سونے کا ایک بُت تھا جس کو وہ اپنا دیوتا مانتا تھا، اور صبح و شام اُس کی پوجا کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ بُت بولنے لگا۔ ولید یہ سُن کر اُس کی طرف متوجہ ہوا۔ بُت کہہ رہا تھا کہ اے لوگو! محمد اللہ کے رسول نہیں ہیں، اُن کی بات نہ ماننا۔

یہ سُن کر ولید بہت خوش ہوا۔ گھر سے نکل کر اپنے دوستوں سے ملا اور کہا: مبارک ہو آج ہمارا دیوتا بولا ہے اور صاف صاف اس نے کہا ہے کہ محمد اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ یہ سُن کر بہت سے لوگ ولید کے گھر آئے۔ سبھوں نے اپنے کان سے سُنا کہ بُت سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف وہی بول بول رہا ہے۔ سب کافر اس نئے واقعہ سے بہت خوش ہوئے۔ ولید نے سارے مکہ میں اعلان کر دیا کہ ہمارا دیوتا بول رہا ہے۔

دوسرے دن مکہ کے چھوٹے بڑے اور نوجوان سبھی لوگ جمع ہو گئے۔ کافروں نے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر بھیجی کہ آپ آ کر ہمارے دیوتا کا بیان سُن لیں۔

چنانچہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے جب آپ وہاں پہنچے تو بُت اس طرح بولنے لگا:

اے مکہ کے کافرو! خوب اچھی طرح جان لو کہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم اللہ کے سچّے رسول ہیں۔ ان کی ہر بات سچّی ہے اور ان کا
دین برحق ہے۔ تم اور تمھارے بُت جھوٹے ہیں۔ اگر تم اس سچّے
رسول پر ایمان نہ لاؤ گے تو جہنّم میں جاؤ گے۔ لہٰذا عقل سے کام لو
اور اس سچّے رسول کے غلام بن جاؤ۔
بُت کا یہ بیان سُن کر ولید جُھنجھلا اُٹھا اور اپنے دیوتا کو اٹھاکر
زمین پر دے مارا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے حضورِ اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس تشریف لانے لگے تو راستے میں ایک
سبز گھوڑ سوار حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ اُس کے
ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا تم کون ہو؟ وہ بولا حضور میں جنات کی قوم میں سے ایک
جن ہوں۔ اور میں سرکار کا غلام اور مسلمان ہوں، طُور پہاڑ پر رہتا
ہوں۔ میرا نام مَہِیْن بِنْ عَبْہَر ہے۔ میں کچھ دنوں کے لیئے گھر
سے باہر گیا ہوا تھا۔ آج جب میں اپنے گھر واپس آیا تو دیکھا گھر والے رو رہے
تھے۔ میں نے پوچھا تم سب کیوں رو رہے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ ایک کافر
جن جس کا نام مُسْفِر ہے، وہ کل مکّہ گیا تھا وہاں اُس نے ولید کے
بُت میں گُھس کر پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بکواس کی تھی
اور آج پھر گیا ہے تاکہ بُت میں گُھس کر پھر حضور کے خلاف بکواس کرے۔
گھر والوں سے یہ بات معلوم کرکے مجھے اس کافر جن پر سخت غصّہ آیا۔ اس
لیئے میں تلوار لے کر اس کے پیچھے دوڑا اور اسے راستے ہی میں قتل کر دیا

پھر آگے بڑھ کر میں ولید کے بُت کے اندر گھس گیا۔ یا رسول اللہ! آج بُت سے جو آواز نکلی ہے، وہ میری ہی آواز تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سُن کر خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے اس غلام جن کے لئے خوب خوب دُعائیں دیں۔

فائدہ:۔ اس سے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر کوئی وفادار اپنے رسول کی وفاداری میں لڑے تو یہ لڑنا اللہ اور اس کے رسول کی رضا کا سبب اور خوشنودی کا ذریعہ ہے کیونکہ مسلمان جن نے کافر جن کو صرف اپنے آقا و مولیٰ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور وفاداری میں قتل کر دیا تو حضور نے خوشی کا اظہار فرمایا اور خوب خوب دُعائیں دیں۔

سوالات

۱۔ پہلے دن ولید کے بُت سے کون بول رہا تھا؟ اور اس کا انجام کیا ہوا؟

۲۔ حضرت مہین بن عبہر کہاں کے باشندے تھے، انھوں نے مُسفِر کو کیوں قتل کر دیا؟

کفن چور

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ اور اللہ کے ولی گزرے ہیں۔ جب کہیں آپ وعظ فرماتے تو آپ کے وعظ کی مجلس میں بہت دُور دُور سے لوگ آکر شریک ہوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ بلخ کے شہر میں آپ وعظ فرما رہے تھے۔ وعظ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! میرے اِس وعظ کی مجلس میں جو شخص سب سے زیادہ پاپی اور گنہگار ہے تو اس پر اپنا فضل و کرم فرما۔ اور اس کو بخش دے۔

اتفاق سے اُس مجلس میں ایک کفن چور بھی موجود تھا۔ جس کا پیشہ ہی یہ تھا کہ رات کو جب لوگ سو جایا کرتے تو وہ کفن چور رات کی تاریکی میں قبرستان جاتا اور تازہ قبر کھود کر مُردے کے جسم سے اُس کا آخری لباس یعنی کفن اُتار لیتا۔ اور اسے بازار لے جا کر مناسب قیمت میں بیچ دیتا۔

اُس نے بھی بڑے غور سے وعظ سُنا۔ جب وعظ کی محفل برخاست ہو گئی تو سب لوگ اپنے اپنے گھر کو لوٹ آئے۔ جب رات ہوئی تو کفن چور اپنی عادت کے مطابق قبرستان میں گیا اور اس نے جوں ہی ایک قبر کو کھودنا شروع کیا غیب سے آواز آئی۔ اے کفن چور! تم تو آج دن کو حضرت حاتم اصم کی مجلس میں بخش دیئے گئے ہو، پھر یہ گناہ تم نے آج ہی رات سے

دوبارہ کیوں شروع کر دیا۔ یہ سُن کر کفن چور رونے لگا، اور اُس نے سچّے دل سے توبہ کر لی۔

فائدہ:۔ اس سے پتہ چلا کہ بزرگوں اور عالموں کی مجلسِ وعظ سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی مجلس میں حاضری سے انسان خدا کی بخشش پالیتا ہے، اور گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

سوالات

۱۔ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ کون تھے؟

۲۔ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ نے اپنی تقریر میں کیا دُعا کی تھی؟

۳۔ کفن چور کے لیے غیب سے کیا آواز آئی؟

۴۔ کفن چور کیوں بخش دیا گیا؟

۵۔ اللہ والوں کی مجلس میں حاضر ہونے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

پڑوسیوں سے اچھا سلوک

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے جن کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی نیک، متقی، پرہیزگار اور اللہ و رسول کے فرماں بردار تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک دن ایک بکری ذبح کی گئی۔ آپ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اتفاق سے آپ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ جب شام کو واپس لوٹے تو گھر والوں سے دریافت کیا کہ تم نے پڑوسی کو بھی کچھ گوشت بھجوادیا کہ نہیں؟

یہ سن کر گھر والوں نے جواب دیا وہ تو یہودی ہے، اس کے یہاں ہم کیسے گوشت بھیجیں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہودی ہونے سے کیا ہوا پڑوسی تو ہے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ پڑوسی سے اچھا سلوک کرو۔

پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک گوشت نہ کھایا جب تک کہ یہودی کے گھر نہ بھجوادیا۔

فائدہ :۔ اس سے پتہ چلا کہ پڑوسی مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔ آج کل اکثر ایسا دیکھا جاتا

ہے کہ لوگ خود پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتے ہیں مگر ان کے پڑوسی کو کئی کئی روز کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ نے اپنے پڑوسی کا کتنا خیال فرمایا کہ جب تک پڑوسی کے گھر گوشت بھجوا نہ دیا، اس وقت تک آپ نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔ کاش آج ہم لوگ بھی اپنے پڑوسی کا خیال رکھتے، اور اپنے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پاک کی تعمیل کرتے۔

سوالات

۱۔ حضرتِ عبداللہ کون تھے؟
۲۔ گھر والوں نے گوشت کیوں نہیں بھیجا تھا؟
۳۔ حضرتِ عبداللہ نے کیا کہا؟
۴۔ پڑوسیوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟
۵۔ اس واقعہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

فرماں بردار غلام

سلطان محمود اپنے وقت کے بہت بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔ آپ چونکہ غزنی کے بادشاہ تھے، اس لیئے غزنوی کہلاتے ہیں۔

ان کے دربار میں ایک خاص غلام تھا جس کا نام ایاز تھا۔ سلطان محمود ایاز کو بہت چاہتے تھے۔ اس لیئے کہ ایاز کی عادتیں بہت ہی اچھی تھیں۔ اُسے بادشاہ اکثر انعام و اکرام سے نوازتا اسی وجہ سے سارے دربار والے ایاز سے جلتے تھے، مگر سلطان محمود کی محبت میں ذرا بھی کمی نہ ہوتی۔

ایک دن بہت سے لوگوں نے مل کر بادشاہ سے چغلی کھائی کہ حضور ایاز بہت سا سرکاری مال چرا کر لے گیا ہے اور اس لیئے وہ کسی کو اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیتا۔ جب وہ گھر جاتا ہے تو اندر سے تالا لگا کر اپنی دولت گنا کرتا ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا آج رات کو جب وہ اپنی دولت گِن رہا ہو، ہمیں چپکے سے اطلاع دو۔ ہم چل کر دیکھیں گے کہ اس کے پاس سرکار کا کیا کیا مال ہے اور وہ وہاں کیا کرتا ہے۔

ایاز جب دربار سے رخصت ہوا، تو بدستور اپنے گھر جا کر اندر

سے کُنڈی لگالی۔ لوگوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ حضور چلیئے اور دیکھ لیجیئے۔

بادشاہ بہت سے درباریوں کو لے کر ایاز کے گھر پہنچے، اور کسی دوسرے راستہ سے چھُپ کر اندر چلے گئے۔ دیکھا کہ ایاز اپنی پُرانی پوشاک پہنے ہوئے آئینہ کے سامنے سجدہ میں پڑا ہوا ہے، اور کہہ رہا ہے اے اللہ! یہ تیری عنایت اور رحمت ہے کہ بادشاہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ میں تو وہی غلام ہوں جو پہلے تھا۔ میں اس قابل ہرگز نہیں تھا، یہ تو صرف تیری رحمت اور بادشاہ کی عنایت ہے۔ یا اللہ! مجھے کبھی اپنی یاد سے غافل نہ کرنا۔ اور میرے بادشاہ محمود غزنوی کی دولت و حکومت میں ہمیشہ ترقی عطا کرنا۔

بادشاہ اور درباری ایاز کی یہ حالت دیکھ کر بہت تعجب کرنے لگے، بادشاہ نے آگے بڑھ کر ایاز کو گلے سے لگالیا اور اسے بہت سا مال دیا۔

اس واقعہ کے بعد بادشاہ کی محبت و شفقت ایاز کے ساتھ اور زیادہ ہوگئی، اور چغلی کھانے والے درباریوں کو بہت شرمندگی اٹھانی پڑی۔ (عامہ کتب)

فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایاز عبادت گزار، خدا ترس اور فرماں بردار غلام تھا۔ اسی وجہ سے محمود غزنوی

اُسے زیادہ چاہتے تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حسد اور چغل خوری کی عادت بہت خراب چیز ہے۔ جن لوگوں کو چغل خوری کی عادت پڑجاتی ہے، اُنھیں بعد میں بہت شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لیے ہم لوگ آج یہ طے کرلیں کہ خدا کی یاد سے کبھی غافل نہ ہوں گے اور نہ کبھی کسی کی چغلی کھائیں گے۔

سوالات

۱۔ سلطان محمود کو ایاز سے کیوں اتنی محبت تھی؟
۲۔ درباری لوگ ایاز سے اس قدر کیوں جلتے تھے؟
۳۔ لوگوں نے ایاز کے بارے میں بادشاہ سے کیا چغلی کھائی تھی؟
۴۔ محمود غزنوی نے ایاز کو اس کے گھر میں کس حالت میں دیکھا اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

انگارے پھول بن گئے

بہت زمانے کی بات ہے کہ ملک عراق میں ایک شہر تھا۔ جس کا نام تھا بابِل۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام وہیں پیدا ہوئے تھے۔ بابِل کے لوگ بُتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہ اگرچہ دنیا کی باتوں میں بہت ہی چالاک اور عقل مند تھے لیکن دل ان کا اندھا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے پتّھروں کو تراش کر مورتی بناتے اور پھر اُسی مورتی کو خدا مان کر اُس کی پوجا کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کے لیئے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو پیغمبر بنایا اور آپ پر اپنا کلام نازل فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بابِل کے لوگوں کو سمجھایا کہ خدا وہ ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا۔ زمین بنائی، آسمان بنایا، سارے جہان کا وہی خدا ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اُس کی خدائی میں کسی کا ساجھا نہیں۔ اُسی کا نام اللہ ہے۔ تم لوگ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ بُتوں کو پوجنا چھوڑ دو۔ یہ بُت بے جان پتھر ہیں۔ یہ ہرگز خدا نہیں۔

جب بابِل والوں نے آپ کی نصیحت قبول نہ کی، تو آپ نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ اے بُت کے پجاریو! تم سب کے

سب کافر اور گمراہ ہو۔ تم پر اور تمھارے جھوٹے خداؤں پر پھٹکار ہے۔ میں تم سے بے زار ہوں اور تمھارے جھوٹے خداؤں کا دشمن ہوں۔

ایک دن بابل کے لوگ اپنے سالانہ میلے میں گئے ہوئے تھے۔ آپ نے ہاتھ میں بسولہ لیا اور بُت خانہ پہنچے۔ وہاں بُتوں کے آگے طرح طرح کے عمدہ کھانے دیکھ کر فرمایا کہ اے بُتو! تم ان پرسادوں کو کیوں نہیں کھاتے۔ جب کچھ جواب نہیں ملا تو فرمایا ارے تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ تم لوگ بولتے کیوں نہیں؟ بھلا پتھر کی بے جان مورتیاں کیا بول سکتی تھیں۔ پھر تو آپ نے بسولہ اٹھایا اور بُتوں کو مار مار کر چور چور کر دیا۔
بابل کے کافر جب میلے سے واپس آکر بُت خانہ پہنچے تو اپنے خداؤں کا بُرا حال دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے جانی دشمن ہو گئے۔ اُن لوگوں نے ساٹھ ہاتھ لمبا اور چالیس ہاتھ چوڑا ایک بہت بڑا آتش کدہ تیار کیا اور اس کو چاروں طرف دیوار سے گھیر دیا۔ ایک مہینہ تک اس میں لکڑیاں بھرتے رہے۔ پھر اُس میں آگ لگا دی۔ جب بھڑک کر اُس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو ان کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو دہکتے ہوئے انگاروں میں ڈال دیا۔

آپ کے پہنچتے ہی رَبُّ الْعٰلَمِیْن کا حکم ہوا کہ اے آگ! ابراہیم کے حق میں ٹھنڈی ہو جا۔ بس پورا آتش کدہ حضرت ابراہیم کے لیئے سرد ہو گیا اور آگ کے انگارے پھول بن گئے۔

کئی دن آتش کدہ میں رہنے کے بعد آپ باہر تشریف لائے۔ بابل والے آپ کو زندہ سلامت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ وہ لوگ آگ کے نہ جلانے پر تعجب تو بہت کرتے رہے مگر ایمان نہ لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بابل چھوڑ دیا اور ملک شام کی طرف تشریف لے آئے۔ پھر بابل کے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ اور سب کے سب دُنیا سے ختم ہو گئے۔

فائدہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے جن گمراہ انسانوں کی ہدایت کے لیئے دُنیا میں بھیجا تھا۔ آپ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ان گمراہ انسانوں کو سیدھی راہ کی طرف بُلایا۔ وہ لوگ آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ مگر پھر بھی آپ اس کی پرواکیئے بغیر حق کا پرچار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈال دیئے گئے۔ مگر اللہ نے آپ کی مدد فرمائی اور آگ کو آپ پر گلزار بنا دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حق کہنے والے کی مدد اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سوالات

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کہاں پیدا ہوئے؟
۲۔ کافروں نے حضرت کو آگ میں کیوں ڈالا؟
۳۔ بابِل والوں پر عذابِ الٰہی کیوں آیا؟
۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام آگ میں کیوں نہ جلے؟

پیارا وطن

ہم کو محبوب ہے اپنا پیارا وطن
درد و رنج و الم کا سہارا وطن

جب کبھی موج طوفاں میں ہم گھر گئے
بن گیا بڑھ کے خود ہی کنارا وطن

بھول جاتے ہیں غم اور تکلیف کو
جب بھی کرتا ہے ہم کو اشارہ وطن

گود میں جن کے بہتے ہیں گنگ و جمن
ہے ہمالہ جہاں وہ ہمارا وطن

جس کے ذرّوں پہ ہے کہکشاں کا گماں
ہے وہی اپنی آنکھوں کا تارا وطن

وہ زمیں جس میں ہم کو ملی زندگی
جی رہے ہیں جہاں ہے ہمارا وطن

ایثار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پرانے ساتھی اور بچپن کے دوست تھے۔ اور حضور کے بعد پہلے خلیفہ ہوئے۔ مکّہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ کافروں کے ہاتھوں بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھائیں۔ جب سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ تشریف لے آئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں یرموک کے مقام پر رومیوں کے ساتھ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں مسلمان فوج کی تعداد رومی فوج کے مقابلہ میں بہت کم تھی، مگر پھر بھی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سپہ سالار تھے، ان کی تدبیر اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں نے رومی فوج کے چھکّے چھڑا دیئے۔ رومی فوج مسلمان مجاہدین کے سامنے ٹھہر نہ سکی، آخر میں میدان چھوڑ کر انھیں بھاگنا پڑا۔ اس لڑائی میں قریب قریب سوا لاکھ رومی مارے گئے اور تین ہزار مسلمان مجاہدین شہید ہوئے۔

اسی جنگ کا واقعہ ہے کہ ایک اسلامی مجاہد اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلے۔ بھائی جنگ میں شریک تھا۔ انھوں نے مشکیزہ میں پانی لے لیا کہ ہوسکتا ہے کہ بھائی کو پیاس لگی ہو تو انھیں پانی پلاؤں گا۔ چنانچہ وہ لاشوں کے درمیان ایک جگہ نظر آئے۔ قریب جاکر دیکھا تو حالت بہت نازک تھی۔ زخموں سے سارا جسم چھلنی بنا ہوا تھا۔ تکلیف کی شدت سے دم توڑ رہے تھے۔ انھوں نے پانی کے لیئے پوچھا تو اشارے سے ہاں کہا، وہ پانی پلانا ہی چاہتے تھے کہ اتنے میں قریب ہی سے ایک پیاس سے بے قرار مجاہد کی آواز کان میں آئی۔ وہ بھی دم توڑ رہے تھے۔ چچازاد بھائی نے کہا پہلے ان کو پانی پلاؤ۔ وہ پانی لے کر اُن جاں بہ لب مجاہد حضرت سہیل کے پاس پہنچے۔ اتنے میں قریب ہی سے ایک تیسرے شخص کے کراہنے کی آواز آئی۔ حضرت سہیل نے کہا کہ پہلے ان کو پلاؤ۔ وہ پانی لے کر اُن کے پاس گئے۔ دیکھا حضرت حارث زخموں سے چور چور زمین پر پڑے دم توڑ رہے تھے۔ پانی لے کر پہنچے ہی تھے کہ حضرت کا دم نکل گیا۔ وہاں سے وہ جلدی سے لوٹ کر حضرت سہیل کے پاس آئے۔ یہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ بھی جامِ شہادت پی چکے ہیں۔ فوراً چچازاد بھائی کے پاس پہنچے۔ اتنی دیر میں وہ بھی حق کے پیارے ہو چکے تھے۔

فائدہ:۔ اللہ اللہ یہ تھا مسلمان مجاہدین کا ایثار کہ خود تو

پیاس کی حالت میں جان دے دی مگر اپنے دوسرے زخمی مسلمان بھائی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا۔

سوالات

۱- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون تھے؟

۲- ایثار کسے کہتے ہیں؟

۳- ان صحابۂ کرام کے ایثار کے بارے میں آپ نے کیا رائے قائم کی؟

۴- ایثار کی ایسی مثال آپ نے کہیں اور بھی سُنی ہے؟

چوری کرتے ایک دُزدِ[۱] بے حیا
عہد میں فاروق[۲] کے پکڑا گیا

لائے جب اُس کو حضورِ دیں پناہ
اور ثابت ہو گیا اُس کا گناہ

اُس مجسّم عدل[۳] نے فتویٰ دیا
ہاتھ کاٹو ہے یہی اس کی سزا

سُن کے یہ چلّا اُٹھا وہ بے شعور
رحم کیجئے ہے مرا پہلا قصور

پاس والوں نے سفارش کی بہت
عفو و رحمت کی ستائش[۴] کی بہت

---

[۱] دزدِ بے حیا۔ بے شرم چور [۲] حضرت عمر کا خطاب [۳] انصاف [۴] تعریف

اک نہ مانی اور کہا فاروق نے
حدّ[1] کرو جاری ہمارے سامنے
جھوٹ بکتا ہے یہ ہے مجھ کو یقیں
پہلی اس کی یہ خطا ہرگز نہیں
ہے مرے رب کی یہ ستّاری سے دُور
اس غنی کی ہے یہ غفّاری سے دُور
یوں نصیحت اپنے بندوں کو کرے
اور توبہ کی نہ دے مہلت اُسے

موتیوں کا ہار (ترجمہ مثنوی شریف)

فائدہ

یہ سمجھ بندو کہ ٹل جائے گا اب
چشم پوشی بارہا کرتا ہے رب

---

[1] سزا، جو شریعت کے مطابق دی جائے۔

باز آتا ہی نہیں جب بے حیا
رُسوا کرتا ہے اُسے پھر بر ملا

سوالات

۱۔ سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چور کے بارے میں کیا حکم فرمایا؟
۲۔ چور نے کیا عذر پیش کیا؟
۳۔ شریعتِ محمدی میں چور کی کیا سزا مقرّر ہے؟